مغرب سے مذاکرات

ناظمِ اعلیٰ وفاق کے نام ایک خط اور اس کا جواب

محترم قاری محمد حنیف جالندھری صاحب ـــــــــــــــــــــ السلام علیکم

سلام کے بعد عرض ہے کہ راولپنڈی کی بارانی یونی ورسٹی میں عالم البشریات کا طالب علم ہوں۔ افغانستان میں طالبان حکومت کے زوال کے بعد جس طرح ان کے قیام وجود سے جوڑی ہر چیز کو نشانہ تنقید بنایا گیا اور میڈیا کے پروپیگنڈے کے ساتھ ہر اس تحریک اور جماعت کو جو اسلامی نظام لانے کا ذریعہ بن سکتی ہیں غلط انداز اور غلط روپ میں دکھایا گیا اور دنیا کو ان تحریکوں اور اداروں کے بارے میں گمراہ کیا گیا یہ چیزیں یقیناً آپ کے علم میں ہوں گی۔ اس سلسلے میں موجودہ حکومت نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی اور مدارس اور ان کو چلانے والے فلاحی اداروں کو بدنام کرنے کی ایک بار پھر ناکام کوشش کی۔ یونی ورسٹی کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے میرا تھیسس کا مقالہ بھی مدارس کے گرد گھومتا ہے جس میں ہم نے مدارس کے بارے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں، اعتراضات کو دور کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے تاکہ مدارس کی خدمات کو بھی سراہا جائے اور ان کی سچی تصویر پیش کی جائے۔ میرے مقالے کا ایک جز اسلام اور مغرب کے درمیان مذاکرات بھی ہیں جو کہ موجودہ بین الاقوامی تناظر میں وقت کی اہم ضرورت ہے۔ بحیثیت وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ ہونے کے ناتے آپ سے عرض یہ کرنی ہے کہ اس سلسلے میں دینی مدارس کی کیا رائے ہے اور وہ کیا سوچتے ہیں۔ کیا مغرب سے مذاکرات ہونے چاہئیں۔ اگر ہونے چاہئیں تو اسلام اس بارے میں کیا حدود مقرر کرتا ہے اور کن کن موضوعات میں اہلِ مغرب سے بات چیت کی جاسکتی ہیں تاکہ بڑھتی ہوئی کشیدگیوں اور غلط فہمیوں کو کم کیا جاسکے اور تہذیبوں کو ٹکرانے سے بچایا جاسکے۔ اسی حوالے سے آپ کی تفصیلی رائے لینا مقصود ہے۔ اس سلسلے میں میری معلومات کے مطابق آپ ناروے کے سفر پر بھی گئے تھے۔ اگر اس Meeting اور Disscussion کی تحریری کاپی مجھے مل جائے یا اس سلسلے میں آپ کوئی تحریری رہنمائی فرمادیں تو یہ میرے لیے باعث سعادت ہوگی اور یقیناً مدارس کے حق میں بھی۔ میں نے ٹیلی فون پر بھی کئی مرتبہ آپ کے دفتر میں رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل سکا۔ برائے کرم آپ سے پرزور التماس ہے کہ بندہ ناچیز کی اس حوالے سے راہنمائی فرمادیں۔ میں آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔

آپ کا مخلص

محمد عامر خورشید

جنوری ۲۰۰۵ء

دکان نمبر B/562، گلی نمبر 26

نیا محلہ، راولپنڈی

جواب:

برادرعزیز محمد عامر خورشید صاحب ———— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا خط ملا۔ مدارس کے بارے میں آپ کے مثبت خیالات پڑھ کر مسرت ہوئی۔ آپ جیسے نوجوان اہلِ علم کا پروپیگنڈہ کی اس فضا میں مدارس کا نقطہ نظر جاننے اور ان کی قومی، ملّی و دینی خدمات کا اعتراف کرنے کا جذبہ قابل ستائش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نسل نو کو حقائق کی روشنی میں دین اور دینی اداروں کے خلاف چلائی گئی مہم کے خطرناک وناپاک اہداف، مقاصد اور عزائم سمجھنے اور انہیں ناکام بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جہاں تک مغرب سے مذاکرات کا تعلق ہے، اصولی طور پر ہم اس کے حامی ہیں مگر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس طرح کے مذاکرات کس قدر مفید اور نتیجہ خیز ہوں گے۔ یہ حقیقت آپ کے علم میں ہوگی کہ مڈل ایسٹ (عرب ممالک) میں تیل اور جمہوریت کی خواہش اور مغربی دنیا کی تہذیب کو اسلامی ممالک پر زبردستی ٹھونسنے کی کوشش موجودہ کشمکش کی اصل وجہ ہے۔ صدر امریکہ نے اپنے حالیہ خطاب میں کہا ہے کہ شدت پسند ہماری آزادیوں سے نفرت کرتے ہیں حالانکہ ان کا یہ تجزیہ قطعی غلط ہے۔ لوگ امریکہ کی آزادی سے نہیں اس کی پالیسیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ اسرائیل کی اندھی حمایت سے نفرت کرتے ہیں جس کے تحت امریکہ نے فلسطینیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے، وہ عراق اور افغانستان سے امریکی فوج کے قبضے کے دوران معصوم افراد کے قتل سے نفرت کرتے ہیں، وہ اسلامی ممالک میں فوجی آمروں اور کرپٹ حکومتوں کی حمایت کی وجہ سے آپ سے نفرت کرتے ہیں۔

مغرب اگر مسلمانوں سے بات چیت کا خواہش مند ہے تو اسے پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ مسلمان کیا چاہتے ہیں اور ان کے غصے کی وجہ کیا ہے......؟ سیدھی سی بات ہے کہ اہلِ مغرب کو چاہیے کہ وہ امریکہ کو سمجھائیں کہ اگر وہ مسلمانوں کو غیظ وغضب کے سامنے بند باندھنا چاہتا ہے تو اسے فلسطین کے عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم کے سلسلہ کو روکنا ہوگا۔ عراق وافغانستان میں ظلم وستم کا سلسلہ ختم کرنا ہوگا، اسرائیل کی سرپرستی سے دست کش ہونا ہوگا اور ایک ایک کر کے اسلامی ممالک کو نشانہ بنانے، انہیں تباہ وبرباد کرنے اور ان کے وسائل پر قبضہ کرنے کی پالیسی کو ترک کرنا ہوگا۔

امریکہ میں ہر سطح پر ہر روز یہ بحث جاری رہتی ہے کہ مسلم دنیا میں امریکہ کے خلاف کیوں جذبات پائے جاتے ہیں اور امریکہ کی مقبولیت میں دن بدن کمی کیوں ہوتی جارہی ہے......؟ نام نہاد مفکرین ان سوالات کے عجیب وغریب جوابات دیتے ہیں، لیکن عقل کے اندھوں کی نظر ان عظیم بے انصافیوں کی طرف نہیں جاتی جو مسلمان ممالک اور ان کے مسائل کے ساتھ روا رکھی جارہی ہیں۔ امریکہ غیر ضروری طور پر عالمی امن اور اپنی سلامتی کے لیے ان اسلامی ممالک کو بھی خطرہ قرار دے رہا ہے جن کے پاس وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی موجودگی کسی طور پر بھی ثابت شدہ نہیں ہے۔ ایران اور شام جیسے ترقی پذیر ممالک امریکہ جیسی خوفناک وغضب ناک قوت کا کیا بگاڑ سکتے ہیں، مگر خوف اور غصہ ہے کہ بڑھتا ہی جارہا ہے۔

❶ ایک المیہ یہ ہے کہ پوری اسلامی دنیا میں کوئی ایک بھی ایسا حوصلہ مند قائد نہیں جو طاغوتی قوتوں کو احساس دلائے کہ